



تصنیف لطیف :-

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

قمر التمام  
فی نفی الظل  
عن سید الانام

۵۱۲۹۶

سرور عالم سے سایہ کی نفی میں کامل چاند

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

## رسالہ

# قبر التمام فی نفی الظل عن سید الانام

(سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سایہ کی نفی میں کامل چاند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ تمایا نہیں؟ بَيِّنُوا تَوْجُّدًا (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

### الجواب

ومن اللہ توفیق الصدق والصواب ولا حول  
قوة الا باللہ العزیز الوہاب، اللہم  
صل وسلم وبارک علی السراج  
المنیر الشارق والقمر الزاہر  
البارق وعلی الہ واصحابہ  
اجمعین۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سچائی اور درستگی کی  
توفیق ہے۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور  
نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر عزت والے بہت عطا  
فرمانے والے اللہ کی توفیق سے۔ اے اللہ! اور وہ  
سلام اور برکت نازل فرما روشن چمکدار چسپراغ اور  
خوشنما تابناک چاند پر اور آپ کی آل پر اور تمام صحابہ پر۔ (ت)

بیشک اس مہرِ سپہرِ اصطفاء، ماہِ منیرِ اجتہاد، صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوالِ ائمہ کرام سے ثابت، اکابرِ ائمہ و علماء فضلہ کہ آجکل کے مدعیانِ خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ ان کے کلام کے سمجھنے کی لیاقت نہیں، خلفاء، سلفاء، دایمہ اپنی تصانیف میں اس معنی کی تصریح فرماتے آئے اور اس پر دلائلِ باہرہ و منجّ قاہرہ قائم، جن پر مفتی عقل و قاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے ان کی تائیس و تشیید کی۔ آج تک کسی عالمِ دین سے اس کا انکار منقول نہ ہوا یہاں تک کہ وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے دین میں ابتداء اور نیا مذہب اختراع اور ہوائے نفس کا اتباع کیا اور بہ سبب اس شورِ برنجش کے جو ان کے دلوں میں اُس برف و حریمِ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تھی، ان کے محوِ فضائل و ردِ معجزات کی فکر میں پڑے حتیٰ کہ معجزہ شق القمر جو بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ بلکہ خود قرآنِ عظیم و وحیِ حکیم کی شہادتِ حقہ اور اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت، ان صاحبوں میں سے بعض جبری بہادروں نے اسے بھی غلط ٹھہرایا اور اسلام کی پیشانی پر کلف کا دھبہ لگایا۔ فقیر کو حیرت ہے کہ ان بزرگواروں اس میں اپنا کیا فائدہ دینی یا دنیاوی سمجھا ہے۔

اے عزیز! ایمان، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور امتش جانِ سوزِ جہنم سے نجات اُن کی الفت پر منوط (منحصر ہے۔ ت)، جو اُن سے محبت نہیں رکھتا واللہ کہ ایمان کی بُرائی کے مشام (ناک) تک نہ آتی، وہ خود فرماتے ہیں،

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ  
وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۖ

تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد، سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتابِ نیمِ روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشرِ فضائل و تکثیرِ مدارج میں مشغول رہتا ہے اور جو بات اس کی خوبی اور تعریف کی سُننا ہے کسی خوشی اور طیبِ خاطر سے اظہار کرتا ہے سچی فضیلتوں کا مثانا اور شام و سحرِ نفی اوصاف کی فکر میں رہنا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جانِ برادر! تو نے کبھی سُننا ہے کہ جس کو تجھ سے اُلفت صادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر چیں بہ چیں ہو اور اس کی محو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا جانِ ایمان و کانِ احسان، جس کے جمال

۱۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷  
صحیح مسلم ۱/۷ باب وجوب محبة الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱/۷



جہاں آرام کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خاتمہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ ملے گا، کیسا محبوب، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا۔ کیسا محبوب، جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا۔ کیسا محبوب، جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو و لعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لئے شب و روز گریاں و طول۔

شب، کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لئے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے محرم بستروں، نرم کمروں میں مست خواب تازہ ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کھلی میں دراز، ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ، خواب و آرام سے منہ موڑ، جہیں نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ الہی باری امت سیاہ کار ہے، درگزر فرما، اور انکے تمام جہموں کو آسائش و دوزخ سے بچا۔

جب وہ جان راحت کان رافت پیدا ہوا یا رگاہ الہی میں سجدہ کیا اور سبتِ ہب لی امتی فرمایا، جب قبر شریف میں آثار البجاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا آہستہ آہستہ امتی امتی فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے بہہ، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، ہلکے قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجربان بے یار دام آفت کے گرفتار، ہمدرد جائیں گے سو انفسی نفسی اذہبوا انی غیرتی کچھ جواب نہ پائیں گے اُس وقت یہی محبوب غلغار کام آئے گا، قفل شفاعت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا، علامہ مراقب سے اتاریں گے اور سر بسجود ہو کر یا سب امتی فرمائیے۔ وائے بے انصافی، ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور مدح و ستائش و نشر فضائل سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور ان روشن خوبیوں میں انکار کی شائیں نکالے۔

۱۷

۱۷

۱۷ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱

مانا کہ ہمیں احسان شناسی سے حصہ نہ ملا، نہ قلب عشق آشنا ہے کہ حسن پسند یا احسان دوست، مگر یہ تو وہاں چل سکے جس کا احسان اگر نہ مانتے اس کی مخالفت کیجھ تو کوئی مضرت نہ پہنچے اور یہ محبوب تو ایسا ہے کہ بے اس کی کفش بوسی کے جہنم سے نجات میسر نہ دینا و عقبے میں کہیں ٹھکانا متصور، پھر اگر اس کے حسن و احسان پر والد و شہیدانہ ہو تو اپنے نفع و ضرر کے لحاظ سے عقیدت رکھو۔

اے عزیز! چشمِ خرد میں سرمہ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے ننبہ انکار نکال، پھر تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھا پھر کہ عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے اور غلاموں کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہئے، کیا نشتر فضائل و کشیدہ رنج اور ان کی خوبی حسن سن کر باغ باغ ہو جانا، جاتے میں پھولانہ سمانا یا ردِ محاسن، نفی کمالات اور ان کے اوصاف حمیدہ سے برا انکار و تکذیب پیش آنا اگر ایک عاقل منصف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضی نہ یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا و رسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے سے نہ مٹیں گی۔

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار و جبار جل جلالہ سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا تھا و رفعنا لک ذکر لک یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں، مؤذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے۔ اشجار و اُحجار، آہو و سوسار و دیگر جاندار و اطفال شیر خوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بزبان فصیح و بیان صحیح تمہارا غشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جزا شقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مستحان ملا علی کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں معروف کروں گا، ادھر تمہارے محمود درود و مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و کرسی، ہفت اور ارق سدرہ، قصورِ جہاں، جہاں پر اللہ لکھوں گا۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ بھی تحریر فرماؤں گا اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزیین دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اس میں

تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع اُن کے کانوں، سینوں میں بھڑک اُٹھے گی۔ ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیص شان اور محو فضائل میں مشغول ہو تو میں قادر مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا۔ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صمد یا برکس سے اپنی کتابوں سے اُن کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہل ایمان اس بلند آواز سے اُن کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے بے ساختہ پکار اُٹھے۔ لاکھوں بے دینوں نے اُن کے محو فضائل پر کمر باندھی، مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور اُن کی خرابی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے ورنہ ربّ کعبہ اُن کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں تیرا ایمان نہیں۔

اے عزیز! سلف صالح کی روش اختیار کر اور اُن کے قدم پر قدم رکھ، ائمہ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دامن تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی ثقہ معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ ذکر کر دیا اسے مرجھا کر لیا اور جیب جان میں بر طیب خاطر جگہ دی، یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی، قصور اپنی نظر کا جانا، یہ نہ کہا کہ غلط ہے باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ یہی ہوا کہ جب حدیث سے ثبوت نہ ملا تھا اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے، اور کیوں نہ ہو، مقتضی عقل سلیم کا یہی ہے کہ:

**قائدہ حبیبہ:** جب ہم اسے ثقہ معتمد علیہ مان چکے اور وقوع ایسے معجزے کا یا اختصاص ایسے خاصہ ذات پاک سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعید نہیں کہ اس سے عجیب تر معجزات ہو تو از حضور سے ثابت، اور اُن کا رب اس سے زیادہ پر قادر، اور ان کے لئے اس سے بہتر خصائص بالقطع مہیا اور اُن کی شان اس سے بھی ارفع و اعلیٰ، پھر انکار کی وجہ کیا ہے، تکذیب میں تو اس راوی سے ثقہ معتمد علیہ ہونا ثابت ہو چکا اور وثوق و اعتماد اس کا بتاتا ہے کہ اگر من عند نفسہ کہہ دیتا خدا و رسول پر مغتری ہوتا، ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ

باندھے۔ (ت)

ان وجوہ پر نظر کر کے سمجھ لیجئے کہ بالضرور اس نے حدیث پائی، گو ہماری نظر میں نہ آئی۔ ہر چند کہ فقیر کا یہ دعویٰ اس شخص کے نزدیک بالکل بدیہی ہے جو خدمت حدیث و سیر میں رہا اور اس راہ میں دشمنِ علم



کو مشاہدہ کیا مگر نادانوں کے افہام اور تنکروں پر الزام کے لئے چند مثالیں بیان کرتا ہوں،  
**اولاً** جسم اقدس و لباس انفس پر لکھی نہ بیٹھنا۔ علامہ ابن سبع نے خصال میں ذکر فرمایا علماء نے  
 تصریح کی اس کا راوی معلوم نہ ہوا اور باوجود اس کے بلا تکرار اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔  
 شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

وان الذباب کان لا یقع علی جسدہ  
 ولا یتاہبہ لہ

مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس اطہر پر  
 نہ بیٹھتی تھی۔

امام جلال الدین سیوطی خصال کبریٰ میں فرماتے ہیں:

باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراق  
 فی مولدہ انت من خصائصہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان لا یسئل  
 علیہ الذباب، و ذکرہ ابن سبع فی الخصائص  
 بلفظ انه لم یقع علی یتاہبہ ذباب قط وزاد ان  
 من خصائصہ ان القمل لم تکن یؤذیہ لہ

قاضی عیاض نے شفاء میں اور عراقی نے اپنی مولدہ  
 میں ذکر کیا کہ حضور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے  
 کہ مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع میں ان لفظوں  
 سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر کبھی بھی نہیں بیٹھی۔  
 اور یہ بھی زیادہ کیا کہ جوئیں آپ کو نہیں ستاتی  
 تھیں۔

شیخ ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں:

ونقل الفخر الرازی ان الذباب کان لا یقع علی  
 یتاہبہ وان البعوض لا یمتص دمہ لہ

رازی نے نقل کیا کہ مکھیاں آپ کے کپڑوں پر نہیں  
 بیٹھتی تھیں اور مچھر آپ کا خون نہیں چوستے تھے۔

علامہ خفاجی نے "نسیم الریاض" میں علماء کا وہ قول کہ اس کا راوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا اور  
 اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نتائج افکار  
 سے ایک رباعی لکھی کہ اس میں بھی اس خاصہ کی تصریح ہے اور بعض علمائے عجم نے اسی ہنر پر کلمہ  
 محمد رسول اللہ کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا کہ آپ کے جسم پر مکھی نہ بیٹھتی  
 تھی، لہذا یہ کلمہ پاک کئی نقطوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ مکھیوں کے ہیں۔ پھر اسی مضمون پر دوسری

۱۔ الشفاء بتعرف حقوق المصطفیٰ فصل ومن ذالک ما ظہر من الآیات عند مولدہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۵/۱

۲۔ الخصائص الکبریٰ باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراق فی مولدہ مرکز اہلسنت برکات رضا کراچی ۶۸/۱

## عبارت :

عبارتہ برمتہ ، ومن دلائل نبوتہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الذباب  
کان لا یقع علی ثیابہ هذا ما قالہ  
ابن سبیم الا انہم قالوا لا یعلم من روی  
ہذہ والذباب واحد ذبابۃ قیل انہ  
سعی بہ لانہ کلما اذبت آب اء کلما طرد  
سرجع وهذا ما اکرمہ اللہ بہ لانہ طہرہ اللہ  
من جمیع الاقدار وھو مع استقذارہ قد یجیئ  
من مستقذر قیل قد نقل مثلھا عن ولی  
اللہ العارف بہ الشیخ عبد القادر الکیلافی  
ولا بعد فیہ لان معجزات الانبیاء  
قد تكون کرامة لاولیاء امتہ وفی  
س یا عیة لی ہ

من اکرم مرسل عظیم حلا  
لم تدم ذبابۃ اذما حلا  
هذا عجب ولم ینق ذو نظر  
فی الموجودات من حلاۃ احلا  
وتظرف بعض علماء العجم  
فقال محمد رسول اللہ لیس  
فیہ حرف منقوط لان الموجود  
ان النقط تشبہ الذباب فصین اسمہ ونعتہ کما  
قلت فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ہ لقد ذب الذباب فلیس یعلو  
رسول اللہ محمودا محمد

ان کی مکمل عبارت یہ ہے ، آپ کے دلائل نبوت سے  
یہ بھی ہے کہ نکمی آپ کے نہ تو ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی  
اور نہ لباس پر یہ ابن سبیم نے کہا ۔ مخبرین نے کہا  
کہ اس کا راوی معلوم نہیں ۔ ذباب کا واحد ذبابۃ  
ہے ۔ کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کو  
جب بھی جھگایا جاتا ہے واپس آجاتی ہے یہ کرامت  
آپ کو اس لئے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو  
پاک رکھا تھا ۔ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی  
تعجب کی بات نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو  
چیز نبی کا معجزہ ہوتی ہے وہ بطور کرامت ولی کے  
ہاتھ سے سرزد ہو جاتی ہے اور میں (خٹاچی) نے  
ایک رباعی کہی ہے ،

آپ بزرگ ترین ، عظیم ، مٹاس والے رسول ہیں ،  
یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی مٹاس کے باوجود  
مکھی آپ کے قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاف نظر  
نے موجودات میں آپ کی مٹاس سے زیادہ مٹاس  
نہ چکھی ۔

اور بعض علماء عجم نے کہا کہ محمد رسول اللہ میں  
کوئی نقطہ نہیں ہے اس لئے کہ نقطہ مکھی کے  
مشابہ ہوتا ہے ، عیب سے بچانے کے لئے اور  
آپ کی تعریف کے لئے میں نے آپ کی مدح میں  
کہا ہے ،  
بلاشبہ اللہ نے مکھیوں کو آپ سے دور کر دیا تو



ونقط المصوت يحكيه بشكل  
لذا الخط عنه قد تجرد

آپ پر کبھی نہیں بیٹھتی ہے، اللہ کے رسول محمد میں  
اور عروہ کے نقطہ جو شکل میں کبھی کی طرح ہیں ان سے  
بھی اللہ نے اس لئے آپ کو محفوظ رکھا۔

ثانیاً ابن سبع نے حضور کے خصائص میں کہا جو آپ کو ایذا نہ دیتی۔ علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ  
میں اس طرح ابن سبع سے نقل کیا اور ہر قرار رکھا کہ مسر (جیسا کہ گزر چکا ہے۔ مت) اور ملا علی قاری  
شرح شاملی میں فرماتے ہیں:

ومن خواصه ان ثوبه لم يقمل يه  
آپ کے مبارک کمپڑوں میں جوئیں نہیں  
ہوتی تھیں۔ (ت)

ثالثاً ابن سبع نے فرمایا جس جانور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے عسبر بھر  
ولیا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔ علامہ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں:

باب: قال ابن سبع من خصائصه صلى الله  
تعالیٰ علیہ وسلم ان كل دابة ركبها  
بقيت على القدس الذي كانت عليه ولم  
تهدر ببركته صلى الله تعالى علیہ وسلم۔

ابن سبع نے کہا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ  
تھا کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بھر  
ولیا ہی رہتا اور آپ کی برکت کے باعث  
بوڑھا نہ ہوتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رابعاً ابو عبد الرحمن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے، جو اکابر اعیان مائتہ ثانیہ سے ہیں  
حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حکایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی  
میں دیکھتے تھے ویسا ہی تاریکی میں۔ اس حدیث کو بہیقی نے موصوفہ مسند روایت کیا اور علامہ خفاجی  
نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال و عقیلی و ابن جوزی و سیلی سے اس کی تضعیف نقل کی، یہاں تک کہ ذہبی نے تو  
میزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ دیا۔ یہ ایسی ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن مخلد وغیرہ ثقات  
نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

وهذا الصفة ملقطا وحكي بقى ابن  
مخلد ابو عبد الرحمن مولده في رمضان  
اس کی عبارت بالاختصار یہ ہے، بقی بن مخلد  
ابو عبد الرحمن قرطبی جن کی ولادت رمضان المبارک

۲۸۲/۳  
فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل من ذلك ما ظهر من الآيات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲۸۲/۳

۶۲/۲  
الخصائص الكبرى قال ابن سبع من خصائصه صلى الله وسلم  
مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۶۲/۲

سنة احدى ومائتين و توفى سنة ست وسبعين مائتين عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يرى في الظلمة كما يرى في الضوء وفي رواية كما يرى في النور ولا شك انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان كامل الخلقة قووت الحواس فوق قووت مثل هذا منه غير بعيد وقدر واد الثقات كابن مخلد هذا فلا وجه لانكاره له

سنة اور وصال سالہ میں ہے، نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں جس طرح کہ روشنی میں دیکھتے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کامل الخلقة، قوی الحواس تھے تو آپ سے اس کیفیت کا وقوع بعید نہیں، پھر اس کو ابن مغلہ جیسے ثقات نے روایت کیا ہے لہذا اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

خامساً بسم الله الرحمن الرحيم، اس سب سے زیادہ یہ ہے کہ باوجود حدیث کے شدید الضعف وغیر متسکد ہونے کے اچار والدین، وسعت قدرت و عظمت شان رسالت پناہی پر نظر کر کے گردن تسلیم بھجائی اور سوا سئلنا و صدقنا کچھ بن نہ آئی۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا، حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب عقبہ بن محزون پر گزر ہوا حضور اشکبار و رنجیدہ و مغوم ہوئے، پھر تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے چہرہ بشاش تھا اور لب تبسم ریز، میں نے سبب پوچھا، فرمایا، میں اپنی ماں کی قبر پر گیا اور خدا سے عرض کیا کہ انھیں زندہ کر دے، وہ قبول ہوئی، اور وہ زندہ ہو کر ایمان لائیں اور پھر قبر میں آرام کیا۔

اخرج الخطيب عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت حجة بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فمر بي على عقبة الجحون وهو بالك حزين مغتم شم ذهب وعاد وهو فرح متبسّم فسألت فقال ذهب الحب قبري

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے ہمراہ حج کیا، جب عقبہ بن محزون پر پہنچے تو رورہے تھے اور غمگین تھے، پھر آپ کہیں تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو مسرور تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ فرماتی ہیں میں نے سبب دریافت

لے لیسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل اماذ و ر عقل الخ مرکز احلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱۳۴۲ھ

امام جلال الدین سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں، اس کی سند میں مجاہدیل ہیں اور سیوطی نے ام المومنین سے احیائے والدین ذکر کر کے کہا، اس کے اسناد میں مجاہدیل ہیں اور حدیث سخت منکر اور صحیح کے معارض۔

معارضہ -  
 ففی مجمع بحار الانوار و احیاء ابوی  
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم  
 حق امتنا بہ ، قال فی اسنادہ  
 مجاہیل و انہ منکر حیدر  
 معارضہ ما ثبت فی الصحیح ۛ

مجمع بحار الانوار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ  
 فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے۔ اس کے اسناد میں  
 مجاہیل ہیں اور یہ حدیث سخت منکر اور صحیح کے  
 معارض ہے۔

بایں ہمہ اسی مجمع بکار الانوار میں لکھتے ہیں :  
 فی المقاصد الحسنۃ و ما احسن ما قالہ  
 حب اللہ النبی مزید فضل  
 علی فضل و کان بہ رؤوفا  
 فاحیی امہ و کذا اباہ  
 لایمان بہ فضلا لطیفا  
 نسلم فالقدیم بذائقہ  
 وان کان الحدیث بہ ضعیفا

حاصل یہ کہ مقاصد میں ہے اور کیا خوب کہا، خدا نے نبی کو فضل پر فضل زیادہ عطا فرمائے اور ان پر نہایت مہربان تھا، پس اُن کے والدین کو ان پر ایمان لانے کے لئے زندہ کیا اپنے فضل لطیف سے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم تو اس پر قدرت رکھتا ہے اگرچہ جو حدیث اس معنی میں وارد ہوئی، ضعیف ہے۔

اے عزیز! سناؤ گئے، یہ ہے طریقہ اراکینِ دینِ متین و اساطینِ مشرّعِ متین، رسول اللہ

٢٠٢  
٢١  
٢٢  
٢٣  
٢٤  
٢٥  
٢٦  
٢٧  
٢٨  
٢٩  
٣٠  
٣١  
٣٢  
٣٣  
٣٤  
٣٥  
٣٦  
٣٧  
٣٨  
٣٩  
٤٠  
٤١  
٤٢  
٤٣  
٤٤  
٤٥  
٤٦  
٤٧  
٤٨  
٤٩  
٥٠  
٥١  
٥٢  
٥٣  
٥٤  
٥٥  
٥٦  
٥٧  
٥٨  
٥٩  
٦٠  
٦١  
٦٢  
٦٣  
٦٤  
٦٥  
٦٦  
٦٧  
٦٨  
٦٩  
٧٠  
٧١  
٧٢  
٧٣  
٧٤  
٧٥  
٧٦  
٧٧  
٧٨  
٧٩  
٨٠  
٨١  
٨٢  
٨٣  
٨٤  
٨٥  
٨٦  
٨٧  
٨٨  
٨٩  
٩٠  
٩١  
٩٢  
٩٣  
٩٤  
٩٥  
٩٦  
٩٧  
٩٨  
٩٩  
١٠٠



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و محبت میں، نہ یہ کہ جو مجرہ و خاصہ حضور کا احادیث صحیحہ سے ثابت اور اکابر علماء برابر اپنی تصانیف معتبرہ مستندہ میں، جن کا اعتبار و استناد آفتاب نیروز سے روشن تر ہے، بلا تکرار و منکر اس کی تصریح کرتے آئے ہوں اور اس کے ساتھ عقل سلیم نے ان پر وہ دلائل ساطعہ قائم کئے ہوں جن پر کوئی حجت نہ رکھ سکے، بایں ہمہ اس سے انکار کیجے اور حق ثابت کے رد پر اصرار، حالانکہ نہ ان حدیثوں میں کوئی سبق مقبول و جرح معقول ملے دارد، نہ ان ائمہ کے مستند با دلائل معتد ہونے میں کلام کر سکو، پھر اس منکارہ کج بخشی اور تحکم و زبردستی کا کیا علاج، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات۔

آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دینا، اگر بغرض محال جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں نامعتبر ہوں اور جن جن علماء نے اس کی تصریح فرمائی انھیں بھی قابل اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس پر قائم ہوئے وہ بھی صالح التناہات نہ کہے جائیں تاہم انکار کا کیا ثبوت اور وجہ و سایہ کا کس بنا پر، اگر کوئی حدیث اس بارے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمہیں الہام ہوا ہو تو بتاؤ، مجرد ماؤمن پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے طر  
چہ نسبت خاک را عالم پاک  
(مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف و حسن، وہ انسان ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار درجہ ألفت، وہ خود فرماتے ہیں، لست کثلکم میں تم جیسا نہیں، سر واکہ الشیخان (اسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔ ت)، ویروئی لست کہیئتکم میں تمہاری ہیئت پر نہیں، ویروئی ایکہ مثلی تم میں کون مجھ جیسا ہے۔

۲۶۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الوصال	کتاب الصوم	صحیح البخاری
۳۵۲ و ۳۵۱/۱	" "	باب النہی عن الوصال	کتاب الصیام	صحیح مسلم
۲۶۴ و ۲۶۳/۱	" "	باب الوصال	کتاب الصوم	صحیح البخاری
۳۵۲ و ۳۵۱/۱	" "	باب النہی عن الوصال	کتاب الصیام	صحیح مسلم
۲۶۳/۱	" "	باب الوصال	کتاب الصوم	صحیح البخاری
۳۵۱/۱	" "	باب النہی عن الوصال	کتاب الصیام	صحیح مسلم

آخر علامہ خفاجی کو فرماتے سنا، آپ کا بشر جو نا اور نور درخشندہ ہونا منافی نہیں کہ اگر سمجھ تو وہ نور علی نور ہیں، پھر اس خیالِ فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کا بھی ہو گا تو ثبوت سایہ کا قائل ہونا عقل و ایمان سے کس درجہ دور پڑتا ہے۔

محمد بشر لا کا بشر بل هو یا قوت بیل الحجب  
(محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے بشر ہیں جن جیسا کوئی بشر نہیں، بلکہ وہ پتھروں کے درمیان یا قوت ہیں۔ ت)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔  
**القاے جواب**، ایتقاد دفع بعض ادیان و امراض میں، اس مقام پر باوجودیکہ قلب بجز اللہ غایت اطمینان و تسلیم پر تھا مگر مرتبہ کاوش و تنقیح میں بوسوسہ ایک خدشہ ذہن ناقص میں گزرا تھا یہاں تک کہ حق جل و علا نے اپنے کرم عظیم سے فقیر کو اس کا جواب القا فرمایا جس سے تصور کو نور اور دل منتظر کو سرور حاصل ہوا۔  
الحمد لله على ما اودى والصلوة والسلام على سب تعریفیں اللہ کے لئے جو تعریفوں کے لائق ہے اور درود و سلام آقائے دو جہاں پر۔  
هذا المولى۔

**فاقول** وبالله التوفيق (چنانچہ میں کستا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت)  
مقدمہ اولیٰ: احادیث صحیحہ سے ثابت کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور رسالت میں نہایت ادب و وقار رکھتے، انہیں نیچے کئے بیٹھے، رعب جلالِ سلطانی اُن کے قلوب صافیہ پر ایسا ستولی ہوتا کہ اوپر نگاہ اٹھانا ممکن نہ تھا۔

عن مسور بن مخرمة ومروان ابن الحكم بن حديبية  
الحكم في حديث طويل في قصة الحديبية  
ثم ان عروة جعل يرمق اصحاب النبي  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعينيه  
قال فوالله ما تنخم رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم نخامة الا وقعت في كف  
رجل منهم فذلك بهما وجهه وجلده واذا امرهم  
مسور بن مخرمة اور مروان بن الحكم حديبية کے طویل  
قصے میں ذکر کرتے ہیں کہ عروہ اصحابِ نبی کو گھوڑ  
رہا تھا، اس نے کہا کہ بجز رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بھی ناک سُٹکی تو کسی نہ کسی  
صحابی کے ہاتھ میں پڑی اور اُس نے اپنے چہرے  
پر نلی اور اپنے جسم پر لٹکائی، جب آپ نے حکم دیا  
تو انہوں نے ماننے میں جلدی کی، جب آپ وضو

ابتدروا امرہ و اذا قوضا کا دوا یقتلون علی وضوئہ و اذا تکلم خفضوا اصواتہم عندہ و ما یحدون النظر الیہ تعظیما لہ فرجع عروۃ الی اصحاب فقال ای قوم و اللہ لقد وفدت علی الملوک قیصر و کسریٰ و النجاشی و اللہ ان ما رأیت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم

فرماتے تو وہ وضو کا پانی لینے پر لڑنے کے قریب ہو جاتے، اور جب گفتگو فرماتے تو صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف ہنگامہ نہ کر پاتے تھے تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے درباروں میں آیا مگر ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی ایسے کرتے ہوں جیسی محمد کی ان کے صحابی کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے علیہ شریف میں اکثر اکابر صحابہ سے حدیثیں وارد ہیں کہ وہ نگاہ بھر کر نہ دیکھ سکتے بلکہ نظر اوپر نہ اٹھاتے کما سیأتی (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ت) بلکہ اس معنی میں کسی حدیث کے ورود کی بھی حاجت کیا جاتی، عقل سلیم خود گواہی دیتی ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ فوایوں اور والیوں کے حاضرین دربار اُن کے ساتھ کس ادب سے پیش آتے ہیں، اگر کھڑے ہیں تو نگاہ قدموں سے تجاوز نہیں کرتی، بیٹھے ہیں تو زانو سے آگے قدم نہیں رکھتے، خود اس حاکم سے نگاہ چار نہیں کرتے، پس و پیش یا دائیں بائیں دیکھنا تو بڑی بات ہے حالانکہ اس ادب کو صحابہ کرام کے ادب سے کیا نسبت، ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ گراں تھا اور دربار اقدس کی حاضری ان کے نزدیک ملک السموات والارض کا سامنا اور کموں نہ ہوتا کہ خود قرآن عزیز نے انھیں صدمہ ہانگہ کان کھول کھول کر سُنا دیا کہ ہمارا اور ہمارے محبوب کا معاملہ واحد ہے اس کا مطیع ہمارا فرمانبردار اور اس کا عاصی ہمارا گنہگار، ان سے اُلفت ہمارے ساتھ محبت اور ان سے رنجش ہم سے عداوت، ان کی تکریم ہماری تعظیم اور اُن کے ساتھ گستاخی ہماری بے ادبی، لہذا جب ملازمت والا حاصل ہوئی قلب اُن کے خوفِ خدا سے متلی اور گردنیں خم اور آنکھیں نیچی اور آوازیں پست اور اعضاء ساکن ہو جاتے۔ ایسی حالت میں نظرائین و آل کی طرف کب ہو سکتی ہے جو سایہ کے عدم یا وجود کی طرف خیال جائے اور بالضرور ایسے سراپا ادب، ہمد تن تعظیم لوگوں کی نگاہ اپنے عرشِ پائے گاہ کی طرف بے غرض مہم نہ ہوگی، اس حالت میں نفس کو اس مقصود کی طرف توجہ ہوگی، مثلاً نظارہ جسمال

۱/ ۳۷۹ صحیح البخاری باب الشروط فی الجہاد والمصالحة مع اہل الحرب ۱/ قدیمی کتب خانہ کراچی  
المفصل الکبریٰ باب ما وقع عام الیہ من الایات والمعجزات مرکز المصنوع برکات رضا گجرات ہند ۱/ ۲۲۲



باکمال یا حضور کا مطالعہ افعال و اعمال، تاکہ خود ان کا اتباع کریں اور غائبین تک روایت پہنچائیں کہ وہ عاملانِ شریعت تھے اور راویانِ ملت اور حاضری دربارِ اقدس سے ان کی غرضِ عظمیٰ تھی، جب نگاہ اس رُعب و ہیبت اور اس ضرورت و حاجت کے ساتھ اُٹھے تو عقل گواہ ہے کہ ایسی حالت میں ادھر ادھر دھیان نہیں جائے گا کہ قامتِ اقدس کا سایہ ہمیں نظر نہ آیا، آخر نہ سنا کہ ایک اُن کا نماز میں مصروف ہوتا، تکبیر کے ساتھ دونوں جہان سے ہاتھ اٹھاتا، کوئی چیز سامنے گزرے اطلاع نہ ہوتی، اور کیسا ہی شور و غوغا ہو گا نہ کہ آواز نہ جاتی یہاں تک کہ مسلم بن یسار کہ تابعین میں ہیں نماز پڑھتے تھے، مسجد کا ستون گر پڑا، لوگ جمع ہوئے، شور و غوغا ہوا، انھیں مطلق خبر نہ ہوئی، یہی حالت صحابہ کی حضور رسالت میں تھی اور دربارِ نبوت میں بارگاہِ عزت باری۔

اے عزیز! زیادہ غرض بیکار ہے، تو اپنے ہی نفس کی طرف رجوع کر، اگر کسی مقام پر عالم رُعب و ہیبت میں تیرا گز رہا ہو، وہاں جو کچھ پیش نظر آتا ہے اسے بھی اچھے طور پر ادراک کامل نہیں کر سکتا، نہ امر معدوم کی طرف خیال کیا جائے کہ مثلاً اگر تجھے کسی والی ملک سے ایسی ضرورت پیش آئے جس کی فکر تجھے دنیا و مافیہا پر مقدم ہو اور اس کے دربار تک رسائی کر کے اپنا عرض حال کرے تو تجھے اول تو رُعبِ سلطانی، دوسرے اپنی اس ضرورت کی طرف قلب کو نگرانی ہر چیز کی طرف توجہ سے مانع ہوں گے۔ پھر اگر تو واپس آئے اور تجھ سے سوال ہو وہاں دیواروں میں سنگ نمونی تھا یا سنگ مرمر اور تخت کے پائے بھیں تھے یا نہ تریں اور مسند کا رنگ سبز تھا یا سُرخ؟ ہرگز ایک بات کا جواب نہ دے سکے گا بلکہ خود اسی بات کو پوچھا جائے کہ بادشاہ کا سایہ تھا یا نہ تھا، تو اگرچہ اس قیاس پر کہ سب آدمیوں کے لئے ظلم ہے، ہاں کہہ دے مگر اپنے معائنے سے جواب نہ دے سکے گا۔

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو اول روزِ ملامت سے تا آخر حیات جو کیفیت رُعب و ہیبت کی طاری رہی، ہماری عقول ناقصہ اس کی مقدار کے ادراک سے بھی عاجز ہیں، پھر ان کی نظر اور پاٹھ سکتی اور چپ و راست دیکھ سکتی کہ سائے کے عدم یا وجود پر اطلاع ہوتی۔

**ثُمَّ اَقُولُ** (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) اپنے نفس پر قیاس کر کے گمان نہ کرنا چاہئے کہ بعد مروجہ زمان و مکر حضور کے، ان کی اس حالت میں کمی ہو جاتی بلکہ بالیقین روز بہ روز زیادہ ہوتی کہ باعث اس پر دو امر ہیں، ایک خوف کہ اس عظمت کے تصور سے پیدا ہو جو اس سلطانِ دو عالم کو بارگاہِ ملک

السموات والارض جل جلالہ میں حاصل ہے۔ دوسری محبت ایمانی کہ مستلزم خشوع کو اور منافی جرأت و بیباکی، اور یہ ظاہر کہ جس قدر دربار والا میں حضور ہی زندہ ہوتی۔

یہ دونوں امر جو اس پر باعث ہیں بڑھتے جاتے، حضور کے اخلاق و عادات اور رحمت و الطاف معانے میں آتے، حسن و احسان کے جلوے ہر دم نعلت تازہ دکھاتے، قرآن آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا اور طرح طرح سے اس بارگاہ کے آداب سکھاتا اور ظاہر فرماتا کہ،

**آداب بارگاہ :** ہمارا ان کا معاملہ واحد ہے، جو ان کا غلام ہے ہمارا قائم ہے، ان کے حضور آواز بلند کرنے سے گل جھٹ ہو جاتے ہیں، انھیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان و دل کا انھیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب، ہیبت و زافروں کو قہر و عزت تعالیٰ نہاد تہم ایماناً (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیات ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں۔ ت) اور ایمان حضور کی تعظیم و محبت کا نام ہے، کمالا یحقی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔

**مقدمہ ثانیہ :** بسم اللہ الرحمن الرحیم پُر ظاہر کہ آدمی بلا وجہ کسی بات کے درپے تفتیش نہیں ہوتا اور جو بات عام و شامل ہوتی ہے اور تمام آدمی اس میں یکساں کسی شخص خاص میں بالقصد اس کی طرف غور نہیں کرتا مثلاً ہر ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہونا ایک امر عام ہے لہذا بلا سبب کسی آدمی کی انگلیوں کو کوئی شخص اس مقصد خاص سے نہیں دیکھتا کہ اس کی انگلیاں پانچ ہیں یا کم، ہاں اگر پہلے سے سن رکھا ہو کہ زید کی انگلیاں چار ہیں یا پچھ تو اس صورت میں البتہ بقصد مذکور نظر کی جائے گی۔ اسی طرح سایہ ایک امر عام شامل ہے، اگر بعض آدمیوں کا سایہ پڑتا اور بعض کا نہیں تو البتہ بیشک خیال جانے کی بات تھی کہ دیکھیں حضور کے بھی سایہ ہے یا نہیں، نہ اس سے کوئی امر دینی مثل اتباع و اقتدار کے متعلق تھا کہ اس کے خیال سے بالقصد اس طرف لحاظ کیا جاتا۔ ہاں ایسی صورت میں اور اک کا طریقہ یہ ہے کہ بے قصد و توجہ خاص نظر پڑ جائے اور وہ صورت بعد مکرر مشاہدہ ذہن میں منقش اور مثل مربیات قصیدہ کے خزانہ خیال میں محزون ہو جائے، مثلاً زید کہ ہمارا دوست ہے، ہم اپنے مشاہدے کی رو سے بتا سکتے ہیں کہ اس کے ہر ہاتھ کی انگلیاں پانچ ہیں اگرچہ ہم نے کبھی اس قصد سے اس کے ہاتھوں کو نہیں دیکھا ہے مگر ہم نے اس کے

ہاتھوں کو بار بار دیکھا ہے ، وہ صورت خزانہ میں محفوظ ہے ، نفس اسے اپنے حضور حاضر کر کے بتا سکتا ہے لیکن ہم مقدمہ اولیٰ میں ثابت کر آئے ہیں کہ یہ طریقہ ادراک وہاں معدوم تھا کہ رعب و ہیبت اور امورِ مہمہ کی طرف توجہ اور حضور کے استماع اقوال و مطالعہ افعال ہر تن صرف ہمت اور نگاہ کا بسبب غایت ادب و خوفِ الہی کے اپنے زانو و پشت پا سے تجاوز نہ کرنا اس ادراک بلا قصد سے مانع قوی تھا علی الخصوص کسی شے کا عدم کہ وہ تو کوئی امر محسوس نہیں جس پر بے ارادہ بھی نگاہ پڑ جائے اور نفس اسے یاد رکھے یہاں تو جب تک خیال نہ کیا جائے علم عدم حاصل نہ ہوگا ، آدمی جب ایسے مقام رعب و ہیبت اور قلب کی مشغولی و مشغوفی میں ہوتا ہے تو کسی چیز کی عدم رویت سے اس کے عدم پر استدلال نہیں کرتا اور جب اذہان میں بنا بر عادت اس کا عموم و شمول متکثر ہوتا ہے تو برخلاف عادت اس کے معدوم ہونے کی طرف خیال نہیں جاتا بلکہ اس سے اگر تفتیش کی جائے اور اس امر کی طرف خیال دلایا جائے تو خواہ مخواہ اس کا گمان اس طرف مسأرت کرتا ہے کہ جب یہ امر عام ہے تو ظاہراً یہاں بھی ہوگا ۔ میرا نہ دیکھنا کچھ نہ ہونے پر دلیل نہیں ، میری نظر میں نہ آنا اس وجہ سے تھا کہ اول میری نگاہ ادھر ادھر نہ اٹھتی تھی اور جو اٹھتی تھی تو ہزار رعب ، ہیبت اور نفس کے امور دیگر کی طرف صرف ہمت کے ساتھ ایسی حالت میں کیسے کہہ سکوں گا کہ تھا یا نہ تھا۔

**ثُمَّ اَقُولُ** یہ کیفیت تو اُس وقت کی تھی جب صحابہ کرام حضور سے ملاقاتی ہوتے اور جو ہمراہ رکاب سعادت انساب ہوتے تو وہاں باوجود ان وجوہ کے ایک وجہ اور بھی تھی کہ غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور ان کے پیچھے چلتے۔

ترمذی نے شامل کی حدیث طویل میں حضرت ہند بن ابی ہار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا  
لیوق اصحابہ یعنی حضور والا صحابہ کرام کو اپنے آگے چلاتے۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا،

ما را یت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلے ہوں۔

۱۔ شامل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین مکینی دہلی ص ۲  
۲۔ مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۱۶۵/۲  
سنن ابن ماجہ باب من کرہ ان یوطأ عقباء ایچ ایم سعید مکینی کراچی ص ۲۲



جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا :

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشون امامہ ویكون ظہرہ للملئکۃ۔  
اصحاب، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے چلتے  
اور پشت اقدس فرشتوں کے لئے چھوڑتے۔

دارمی نے ہر اسناد صحیح مرفوعہ روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،  
خلوا ظہرکم للملئکۃ۔  
میری پیٹھ فرشتوں کے لئے چھوڑ دو۔

بالجملہ ہماری اس تقریر سے جو بالکل وجدانیات پر مشتمل ہے، کوئی شخص اگر مکابرہ نہ کرے، بالیقین  
اس کا دل ان سب کیفیات کے صدق پر گواہی دے، بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ظاہر اکثر صحابہ کرام کا خیال اس  
طرف نہ گیا اور اس معجزے کی انھیں اطلاع نہ ہوئی اور اگر برسبیل تنزل ثابت و مبرہن ہو جانا نہ مانئے تو ان  
تقریروں کی بنا پر یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ عدم اطلاع کا احتمال قوی ہے، قوت بھی جانے دو اتنا ہی سہی کہ  
شک واقع ہو گیا، پھر یہی استدلال سن کر کہ اگر ایسا ہوتا تو مثل حدیث ستون حنا مشہور و مستفیض ہوتا، کب  
باقی رہا، ختم کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے عدم شہرت بسبب عدم اطلاع کے ہو کماذکونا و باللہ التوفیق  
(جیسا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہا۔ ت)

**مقدمہ ثالثہ :** ہماری تیقن سابق سے یہ لازم نہیں آتا کہ بالکل کسی کو اس معجزے پر اطلاع نہ ہو  
اور کوئی اسے روایت نہ کرے، صغیر السن بچوں کو بعض اوقات اس قسم کی جراتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ  
اُسی طریقے سے جو ہم نے مقدمہ ثانیہ میں ذکر کیا اور ان کر سکتے ہیں، اسی سبب سے اکثر احادیث علیہ شریفہ  
ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشہر ہوئیں نہ کہ اکابر صحابہ سے۔

ترجمہ ابن ابی ہالہ میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں :

وکات سبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخالف طمۃ (رضی)  
ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پانے والے  
تھے۔ آپ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۲ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب من کرہ ان یوطا عقبہ	سنن ابن ماجہ
۳۰۲/۳	المکتب الاسلامی بیروت	عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۵۱۵ ص	حدیث ۲۰۹۹ المطبعة السلفیة	كتاب علامة نبوة نبينا صلی اللہ علیہ وسلم	موارد النظم
۲۹/۱	دار المحاسن للطباعة قاہرہ	تحت الحديث ۴۶	سنن الدارمی

الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فكان  
لصغره يتشبع من النظر لرسول  
الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
ويديم النظر لوجهه الكريم  
لكونه عنده داخل بيته فلذا  
اشتهر وصف النبي صلى الله تعالى عليه  
وسلم عنه دون غيره من كبار الصحابة  
رضي الله تعالى عنهم فانهم لكبرهم  
كانوا يهابون اطالة النظر اليه  
صلى الله تعالى عليه وسلم  
فاحاط به نظره احاطة الهالة  
بالبدن والاكمام بالشرهتيبا  
له مع ان ماقاله قطرة  
من بحريه

کے بھائی (اخیا فی) اور حسینی کریمین رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما کے ماموں تھے۔ آپ صغریٰ میں نبی کریم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو میر ہو کر دیکھتے اور چہرہ اقدس پر  
ہمیشہ نگاہ ٹکائے رکھتے کیونکہ آپ حضور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپ کے گھر میں رہتے تھے۔  
یہی وجہ ہے کہ علیہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا  
وصف ہند بن ابی ہالہ سے مشہر ہوا نہ کہ اکابر  
صحابہ سے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کیونکہ صحابہ  
کبار شان و عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی ہیبت کے باعث آپ پر نظریں نہیں ٹکا سکتے  
تھے۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوں احاطہ  
کرتی تھی جیسا کہ ہالہ چودھویں کے چاند کا اور کلیاں  
کچھروں کا احاطہ کرتی ہیں۔ آپ کو یہ سعادت مبارک  
ہو۔ مگر اس کے باوجود جو کچھ ابن ابی ہالہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا وہ ایسے ہی ہے جیسے  
سمندر سے ایک قطرہ۔ (ت)

اور ہر ذی علم جانتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمانہ نبوت میں صغیر السن تھے اور ان کا  
شمار بہ اعتبار عمر اصغر صحابہ میں ہے اگرچہ برکت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم و فقہت  
میں اکثر شیوخ صحابہ پر مقدم تھے۔

وعلى تفنن عاشقيه بوصفهم يفنى الزمان وفيه مالم يوصف  
(قسم قسم کی تعریفیں کرتے ہوئے اس کے عاشقوں کو زمانے ختم ہو گئے مگر اس میں وہ  
خوبیاں ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاسکا۔ ت) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۔ و لیسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ثالث مرکز المسنت برکات رضا گجرات ہند ۳۲۴/۱



**مقدمہ رابعہ :** صحابہ کرام میں ہزاروں ایسے ہیں جنہیں طولِ صحبت نصیب ہوا اور بہت ایسے ہیں جنہوں نے سوائے مجامعِ عظیم کے شرفِ زیارت نہ پایا۔ غیر مدینہ کے گروہ کے گروہ حاضر ہوتے اور عرصہٴ قلیلہ میں واپس جاتے، ایسی صورت اور مجمع کی کثرت میں موقعِ سایہ پر نظر اور اس کے ساتھ عدمِ سایہ کی طرف خیال جانا کیا ضرور۔ ظاہر ہے کہ مجمع میں سایہ ایک کا دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتا اور کسی شخصِ خاص کی نسبت امتیاز کرنا کہ اس کے لئے ظل ہے یا نہیں، دشوار ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کس نے واجب کیا کہ ان اوقات پر حضور والا دھوپ یا چاندنی میں جلوہ فرما ہوں، کیا مدینہ طیبہ میں سایہ دار مکان نہ تھے یا مسجد شریف کی اکثر دیہیں تشریف رکھتے بے سقف تھیں۔

احادیث سے ثابت کہ سفر میں صحابہ کرام حضور کے لئے سایہ دار پیر چھوڑ دیتے اور چوکیں سایہ نہ ملا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روزِ قدومِ مدینہ طیبہ سیدنا ابی بکر صدیق اور حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور قبل از بعثت تو ابرسایہ کے لئے متعین تھا ہی، جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے ٹھہر جاتا، اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سہرا قدس پر سایہ کرتے دیکھا اور سفرِ شام میں آپ کسی حاجت کو تشریف لے گئے تھے، لوگوں نے پیڑ کا سایہ گھیر لیا تھا، حضور دھوپ میں بیٹھ گئے سایہ حضور پر جھک گیا۔ بکیرا عالم نصاریٰ نے کہا دیکھو سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔ اور بعض اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا، فوراً زمین حضور کے گرد کی سبزہ زار ہو گئی اور پیڑ ہڑا ہو گیا، شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لئے حضور پر لٹک آئیں۔ چنانچہ یہ سب حدیثیں کتبِ سیر میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

اب نہ رہے مگر وہ لوگ جنہیں طولِ صحبت روزی ہوا اور حضور کو آفتاب یا ماہتاب یا چراغ کی روشنی میں ایسی حالت میں دیکھا کہ مجمع بھی کم تھا اور موقعِ سایہ پر بالقصدِ نظر بھی کی اور ادراک کیا کہ حجمِ انور ہمسایگی سایہ سے دور ہے، اور ظاہر ہے کہ ان سب کا احساس و انکشاف جن لوگوں کے لئے ہوا ہے وہ بہت کم ہیں، جن کے واسطے نہ ہوا پھر اس طائفہٴ قلیلہ سے یہ کیا ضرور ہے کہ ہر شخص یا اکثر اس معجزے کو روایت کرے، ہم نہیں تسلیم کرتے کہ مجرد خرقِ عادت باعث تو فرد داعی و نقل جمیع اکثر حاضرین ہے۔ خادمِ حدیث پر کائناتِ شمس فی نصف النهار روشن کہ صد با معجزاتِ قاہرہ حضور سے عزوات و اسفار و مجامعِ عامہ میں واقع ہوئے کہ سیکڑوں ہزاروں آدمیوں نے ان پر اطلاع پائی مگر ان کی ہم تک نقل صرف احادیث سے پہنچی۔

واقعہٴ حدیبیہ میں انگشتانِ اقدس سے پانی کا دریا کی طرح جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا



علی اختلاف الروایات اسے پنا اور وضو کرنا اور بقیہ گوشہ کو جمع کر کے عافرانہ اور اس سے لشکر کے سب برتن بھرنے اور اسی قدر باقی بچ رہنا ایسے معجزات میں ہیں اور بالضرور چودہ پندرہ سو آدمی سب کے سامنے اس کا وقوع ہوا اور سب نے اس پر اطلاع پائی مگر ان میں سے چودہ نے بھی اسے روایت نہ فرمایا۔

فقیر نے کتب حاضرة احادیث خصوصاً وہ کتب ہیں سیر و فضائل کی جن کا موضوع ہی اس قسم کی باتوں کا تذکرہ ہے مانند شفاے قاضی عیاض و شرح خفاجی و مواہب لدنیہ و شرح زر قانی و مدارج النبوة و خصائص کبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی و غیر ہا مطالعہ کیں، پانچ سے زیادہ راوی اس واقعے کے نہ پائے۔ اسی طرح رد شمس یعنی غروب ہو کر سورج کا لوٹ آنا اور مغرب سے عصر کا وقت ہو جانا جو غزوہ خیبر میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لئے واقع ہوا کیسی عجیب بات ہے کہ عدم ظن کو اس سے اصلاً نسبت نہیں اور اس کا وقوع بھی ایک غزوہ میں ہوا کما ذکرنا (جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ ت) اور تعداد لشکر خیبر کی سو کہ سو، بالضرور یہ سب حضرات اس پر گواہ ہونگے کہ ہر غازی مسلمان خصوصاً صحابہ کرام کو بغرض نماز آفتاب کے طلوع و غروب زوال کی طرف لاجرم نظر ہوتی ہے۔

توریت میں وصف اس اُمتِ مرحوم کا رعاۃ الشمس کے ساتھ وارد ہوا کما رواہ ابو نعیم عن کعب الاحبار عن سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (جیسا کہ اس کو ابو نعیم نے بجا الکعب اجار سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے۔ ت) یعنی آفتاب کے نگہبان کہ اس کے تبدل احوال اور شروق و اُفول و زوال کے جویاں و خبر گیراں رہتے تھے، جب آفتاب نے غروب کیا ہوگا بالضرور تمام لشکر نے نماز کا تہیہ کیا ہوگا، دفعۃً شام سے دن ہو گیا اور غور شید اُلٹے پاؤں آیا، کیا ایسے عجیب واقعہ کو دریافت نہ کیا اور نہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس کے حکم سے لوٹا ہے جسے قادرِ مطلق کی نیابتِ مطلقہ اور عالمِ علوی میں دستِ بالا حاصل ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لیکن اس کے سوا اگر کسی صاحب کو معلوم ہو کہ اتنی بڑی جماعت سے دو چار آدمیوں نے اور بھی اس معجزے کو روایت کیا تو نشان دیں۔

بالجملہ یہ حدیث واہبہ ہے جس کی بنا پر ہم عقل و نقل و اتباع حدیث و علماء کو ترک نہیں کر سکتے، کیا یہ اکابر اس قدر نہ سمجھتے تھے یا انہوں نے دیدہ و دانستہ خدا اور رسول پر افتراء گوارا کیا، لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، بلکہ جب ایک راوی اس حدیث عدم ظن کے ذکر ان ہیں اور وہ خود ابو صالح سمان زیات ہوں یا ابو عمرو مدنی مولائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تردد فیہ الزرقانی (اس میں زرقانی نے تردد کیا۔ ت) بہر تقدیر تابعی ثقہ معتمد علیہ ہیں کما ذکر ایضاً و..... اور تابعین و علماء ثقات

اہل ورع و احتیاط سے منظون یہی ہے کہ غالب حدیث کو مرسل اُسی وقت ذکر کریں گے جب انہیں شیوخ و صحابہ کثیرین سے اسے سُن کر مرتبہ قُرب و یقین حاصل کر لیا ہو۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ در صورت اسناد صدق و کذب سے اپنے آپ کو غرض نہ رہی۔ جب ہم نے کلام کو اس کی طرف نسبت کر دیا جس سے سُننا ہے تو ہم بری الذمہ ہو گئے بخلاف اس کے کہ اس کا ذکر ترک کریں اور خود نکلیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا، ایسا فرمایا، اس صورت میں بار اپنے سر پر رہا تو عالم ثقہ، متورع، محتاط، بے کثرت سماع و اطمینان کئی قلب کے ایسی بات سے دُور رہے گا۔ اس طور پر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سایہ نہ ہوتا بہت صحابہ نے دیکھا اور ان سب سے دُکان کو سماع حاصل ہوا اگرچہ اُن کی روایات ہم تک نہ پہنچیں۔

ہكذا ينبغي ان يفهم المقام وينقح المرام،  
والله ولي الفضل والتوفيق والانعام،  
هذا وقد بقي بعد خبايا في روايا  
الكلام لعلها يفوز بها فكر وهذا كله و  
قد وجد ما الهمني ربي بفضل منه  
ونعمة لا يجدم من قلبي ان  
سابق لذنو فضل عظيم انه  
هو الرؤف الرحيم ولا حول ولا قوة  
الا بالله العزيز الحكيم وظفى  
افى بحمد ربي الجليل  
قد اثبت في المسئلة ما يشفى  
الليل ويروى الغليل ولا  
يخل بالكثير ولا بالقليل  
والله يقول الحق وهو يهدي  
السبيل انه حسبى  
ونعم الوكيل اسأله  
ان يجنبني بهما و

اسی طرح چاہئے مقام کی تفہیم اور مقصد کی تنقیح۔  
اللہ تعالیٰ ہی فضل و توفیق اور انعام کا مالک ہے  
تحقیق ابھی کچھ پوشیدگیاں کلام کے گوشوں میں باقی  
ہیں۔ امید ہے کہ فکر صائب ان تک سائی حاصل  
کر لے گی۔ یہ جو کچھ مذکور ہوا میرے رب نے اپنے  
فضل و نعمت سے میرے دل میں ڈالا ہے یہ میرے  
دل کی تخلیق نہیں ہے۔ بیشک میرا رب بڑے  
فضل والا ہے اور وہ رؤف و رحیم ہے۔ عزت و  
حکمت والے اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے  
کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت۔ میرا لگان  
ہے کہ میں نے اپنے رب جلیل کی حمد سے مسئلہ  
مذکورہ میں وہ کچھ ثابت کر دیا ہے جو بیمار کو شفا  
دے گا اور پیاسے کو سیراب کرے گا اور قلت و  
کثرت کے ساتھ مخل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حق فرماتا  
ہے اور راہِ راست کی ہدایت فرماتا ہے بیشک  
وہ میرے لئے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کار ساز ہے  
میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور

کل من نزل خالقه و يجعلها ظلاً  
 ظليلاً على رؤسنا يوم لا ظل  
 الا ظله وان يصل على ابني  
 اقماس الرسالة و ابهرها و  
 استن شمس الكرامة و انوارها  
 الذي لم يكن له ظل في شمس و  
 لا قمر و قديت وصله و على صحبه  
 و اله متظللين باذیاله و الداعين  
 الى نعم اظلاله و علينا معهم اجمعين  
 برحمة انه رؤف رحيم و آخر دعوانا ان  
 الحمد لله رب العلمين -

ہر لغزش کرنے والے کو اس کی برکت سے لغزش  
 سے بچائے اور اسے ہمارے سروں پر گہرا سایہ  
 بنائے جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ  
 نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے روشن ترین  
 مہتاب رسالت پر اور سب سے زیادہ چمکدار آفتاب  
 کرامت اور اس کے انوار پر جس کا سایہ نہ تھا دھوپ  
 میں نہ چاندنی میں، اور آپ کے صحابہ و آل پر جو  
 آپ کے دامن رحمت کے سایہ میں ہیں اور آپ کے  
 سایہ رحمت کی نعمتوں کی طرف دعوت دینے والے  
 ہیں، اور اُن کے ساتھ ہم سب پر رؤف و رحیم کی  
 رحمت سے۔ (ت)

رسالہ  
 قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانساق  
 من اللہ علیہ وسلم  
 ختم ہوا